وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَلَن تَجِدَ مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا (18:27)

اور اپنے پروردگار کی کتاب جو تمہارے پاس بھیجی جاتی ہے پڑھتے رہا کرو۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور اس کے سوا تم کہیں پناہ کی جگہ بھی نہیں پاؤ گے

And recite (and teach) what has been revealed to thee of the Book of thy Lord: none can change His Words, and none wilt thou find as a refuge other than Him.

"ماہنامہ رشد" کا نیا غیر متداولہ قرآن

New Non Popular Qurans of Ahle Rushad

Ehal-e-Rushad Ki Khidmat Main اہل رشد کی خدمت میں

Muhammad Anwar Abbasi مؤلف: محمد انور عباسی

Compiled by: Rana Ammar Mazhar

احمد دیدات کا قرآن اور بائبل

کوئی پچیس، تیس برس ہوتے ہیں جب سعودی عرب میں احمد دیدات مرحوم کی ایک ویڈیو دیکھنے کا موقع ملا جو ان دنوں کافی مشہور تھی۔ ایک عیسائی پادری صاحب سے ان کا مناظرہ تھا۔ ہال ناظرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ موضوع تھا" کیا بائیبل خدا کا کلام ہے؟"۔

افتتاحی کلمات میں احمد دیدات مرحوم نے میز پر رکھی ہوئی تین چار کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ: " یہ بائبل فلاں سن میں شائع ہوئی اور یہ دوسری اور تیسری فلاں سن میں شائع ہوئی ہیں۔ ان سب میں واضح فرق ہے جس کو ہر کوئی ملاحظہ کر سکتا ہے۔ کیا آپ قرآن کا کوئی ایسا نسخہ دکھا سکتے ہیں جو دوسرے سے مختلف ہو؟" اس سوال کا پادری سمیت ہال میں کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

لیکن یہ بیسویں صدی کی بات تھی۔ آج اکیسویں صدی کا پہلا عشرہ قریب الاختتام ہے۔ لاہور سے شائع ہونے والے ایک ماہنامے " رشد" کی قراءات نمبر کے دو حصے میرے سامنے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ "رشد" کے یہ دو حصے اگر تین دہائی قبل احمد دیدات مرحوم کے سامنے ہوتے تو وہ پادری صاحب سے اس قسم کا سوال پوچھنے کی جارت نہ کر سکتے۔

کیا اب قران کے بیس مختلف نسخے پڑھنا ہوں گے؟

Detailed Rebuttals To:

ماہنامہ رشد کا علم قراءت نمبر (حصہ اول)

http://kitabosunnat.com/kutub-library/article/urdu-islami-kutub/quran-aur-uloom-ul-quran/31-qirat-saba-wa-ashra/435-monthly-rushad-ka-qirat-no.html

ماہنامہ رشد کا علم قراءت نمبر (حصہ دوم)

http://kitabosunnat.com/kutub-library/article/urdu-islami-kutub/quran-aur-uloom-ul-quran/31-qirat-saba-wa-ashra/437-monthly-rushad-ka-qirat-no.html

ماہنامہ رشد کا علم قراءت نمبر (حصہ سوئم)

http://204.188.223.9/kutub-library/article/urdu-islami-kutub/quran-aur-uloom-ul-quran/31-qirat-saba-wa-ashra/584-mahnama-rushd-ka-ilam-e-qirat-number3.html

Contents فہرست المحتویات

عنوان صفحہ شمار

" اہل رشد کی خدمت میں " 5
تحریر: محمد انور عباسی 5
ا) سبعہ احرف: 6
ب) سبعہ احرف کا مفہوم: 8
سبعہ احرف قراءات سبعہ ہی ہیں۔ 12
(ا) سبعہ احرف سے مراد سات لغات ہیں۔ 14
(ب) یہ کوئی معقول بات نہیں کہ رسول ﷺ ایک ہی آدمی کو قرآن مجید ایسی لغت میں سکھائیں جو اس کی لغت نہ ہو۔ 14
(ج) قرآن کا بعض حصہ غیر متواتر ہے ۔ 15
(د) قراءات شاذہ 15
(ر) انکار قراءات 15
(س) قرآن اور قراءات مختلف ہیں یا ایک : 16
(ص) مصحف عثمانی اور مصحف محمدی 17
کسی کو برا نام دو اور اسے مار دو 21
اہل رشد" کا نیا غیر متداولہ قرآن 25

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

” اہلِ رشد کی خدمت میں“

تحریر: محمد انور عباسی

کوئی پچیس، تیس برس ہوتے ہیں جب سعودی عرب میں احمد دیدات مرحوم کی ایک ویڈیو دیکھنے کا موقع ملا جو ان دنوں کافی مشہور تھی۔ ایک عیسائی پادری صاحب سے ان کا مناظرہ تھا۔ ہال ناظرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ موضوع تھا” کیا بائیبل خدا کا کلام ہے؟“۔

افتتاحی کلمات میں احمد دیدات مرحوم نے میز پر رکھی ہوئی تین چار کتابوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ: ” یہ بائبل فلاں سن میں شائع ہوئی اور یہ دوسری اور تیسری فلاں فلاں سن میں شائع ہوئی ہیں۔ ان سب میں واضح فرق ہے جس کو ہر کوئی ملاحظہ کر سکتا ہے۔ کیا آپ قرآن کا کوئی ایسا نسخہ دکھا سکتے ہیں جو دوسرے سے مختلف ہو؟“ اس سوال کا پادری سمیت ہال میں کسی کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔

لیکن یہ بیسویں صدی کی بات تھی۔ آج اکیسویں صدی کا پہلا عشرہ قریب الاختتام ہے۔ لاہور سے شائع ہونے والے ایک ماہنامے ” رشد“ کی قراءات نمبر کے دو حصے میرے سامنے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ ”رشد“ کے یہ دو حصے اگر تین دہائی قبل احمد دیدات مرحوم کے سامنے ہوتے تو وہ پادری صاحب سے اس قسم کا سوال پوچھنے کی جرات نہ کر سکتے۔ ”رشد“ کی قراءات نمبر کا تیسرا حصہ غالباً ایک دو ماہ بعد آنے والا ہے۔ تاہم، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ دو نمونے دیکھ کر آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ تیسرا حصہ بھی ان ہی مضامین کی تکرار ہو گا۔ موجودہ دو حصے 1656 صفحات پر محیط ہیں جن میں 99 مضامین شامل کیے گئے ہیں۔

مقصد اگر ”علمی رعب“ ودبدبہ جمانے کا نہ ہوتا تو شاید سوڈیڑھ سو صفحات پر مشتمل کوئی سے بھی آٹھ دس مضامین ہی کافی ہوتے جو تمام مذکورہ نکات سمیٹ لیتے۔ ہم کوشش کریں گے کہ یہ اہم نکات قارئین کے سامنے آجائیں۔

۱) سبعہ احرف:

بخاری شریف کی اس حدیث کا مفہوم ماضی بعید میں تو معلوم نہ ہو سکا تھا، تاہم ماہنامہ " رشد " نے جو ہماری رہنمائی فرمائی ہے وہ درج ذیل ہے:
یہ سہولت کس کے لیے:

۱) "الغرض عربی زبان ہی کے حوالے سے لوگوں کو یہ مشکل پیدا ہوئی تھی اور یہ مشکل تاقیامت اہلِ عرب کے لیے ہی باقی ہے۔ اب میرے اور آپ جیسے لوگوں کے لیے تو عربی کا کوئی بھی لہجہ ہو تو وہ ہم نے غیر فطری طور پر ہی سیکھنا ہے۔۔۔ چنانچہ ہمارے لیے تو کوئی بھی لہجہ مشکل یا آسان نہیں ہے، بلکہ تمام لہجے برابر ہیں" ۔(حافظ حمزہ مدنی۔ رشد حصہ اول، ص246)

۲) "یہ بات ٹھیک ہے کہ اس مشقت کے حوالے سے آسانی کی وجہ صحابہؓ بنے لیکن اب وہ آسانی صرف صحابہؓ کے لیے نہیں ہے۔ بلکہ قیامت تک کے تمام لوگوں کے لیے ہے" ۔(حافظ حمزہ مدنی۔ رشد حصہ اول، ص 251)

۳) " قرآن چونکہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے، اس لیے قرآن مجید میں عربی زبان کے حوالے سے کوئی مشکل کا احساس پایا جائے اور اس مشکل کے اعتبار سے کچھ سہولت دے دی جائے، تو اس حوالے سے خاص اہلِ عرب کے لیے ہی اس مشقت کا ازالہ کیا جائے گا" (حافظ حمزہ مدنی۔ رشد حصہ اول، ص354)

۴) ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کا ارشاد ہے کہ یہ سہولت ساری امت کے لیے لیے تھی، وہ فرماتے ہیں۔ " دوسری قسم کی احادیث میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی درخواست و مطالبہ پر فرمایا گیا کہ آپ کی امت سات طریقوں سے پڑھے" (رشد حصہ اول، ص130) واضح رہے کہ احادیث میں " امت " ہی کے الفاظ آئے ہیں۔

۵)ابو مجاہد عبد العزیز القاری لکھتے ہیں: " ابن جریر کے ہاں عبید اللہ بن عمر کی روایت سے یہ الفاظ ہیں: میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو ایک حرف پر قرآن پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یا اللہ! میری امت پر تخفیف کیجئے۔ پھر وہ دوبارہ آیا اور کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایک حرف پر ہی قرآن کی تلاوت کا حکم دیتے ہیں۔ میں نے دعا کی کہ یا اللہ! میری امت پر تخفیف فرمائیے۔(رشد حصہ اول، ص109)مزید لکھتے ہیں" ابن جریر ہی کے ہاں ابن فیصل کی روایت میں یہ الفاظ منقول ہیں: اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حرف پر قرآن کی تلاوت کا حکم دیا۔ میں نے رب سے دعا کی کہ میری امت کے لیے آسانی کی جائے۔۔۔" (رشد حصہ اول، ص110)

ہم اپنی اس حیرانی و پریشانی کو سر دست چھوڑ دیتے ہیں کہ یہی علماء کرام ہمیں تو سمجھاتے آئے تھے کہ نبی اللہ کے ہر حکم پر بحث کرنے کے بجائے سب سے پہلے عمل کرنے والا ہوتا ہے(انا اول المسلمین۔القرآن) لیکن اس مسئلے کو تو جانے دیجئے کیونکہ روایات کی روشنی میں قرآن کے حکم کو تبدیل کرنا ان حضرات کے لیے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔اب یہ حضرات یہ کہتے ہیں تو یہی درست ہوگا تاہم نوٹ کرنے کی بات یہ ہے کہ عبد العزیز القاری صاحب سبعہ احرف والی سہولت عربوں کے لیے نہیں بلکہ پوری امت کے لیے تسلیم کرتے ہیں۔نہ صرف یہ بلکہ موصوف آسانی کی مزید تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ " بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ غفور رحیم کو علیم کلیم، سمیع علیم یا عزیز حکیم وغیرہ سے(تبدیل کرکے) کہہ سکتے ہیں "۔(رشد حصہ اول، ص110)

چلیے سہولت کس کے لیے تھی؟ پوری امت کے لیے یا صرف اہلِ عرب کے لیے، یہ مسئلہ تو حل ہوا۔اب دیکھیں کہ "رشد" سبعہ احرف کا مفہوم کیا بتاتا ہے؟

ب) سبعہ احرف کا مفہوم:

بھئی مان لیتے ہیں کہ متقدمین یہ مسئلہ حل نہ کر سکے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ "رشد" بھی ہار مان لے؟ نہیں صاحب۔ سبعہ احرف کا مفہوم تو بالکل واضح ہے یہ آج کل کے چند مخالفین بلکہ منکرین حدیث، بلکہ منکرین قرآن ہیں جو اس حدیث شریف کا مطلب گڑبڑ کر ڈالتے ہیں۔ دیکھئے جناب!

* یہ تو محض لہجے کا اختلاف تھا۔ حافظ حمزہ مدنی صاحب لکھتے ہیں:

" ہماری رائے میں سبعہ احرف سے بنیادی طور پر لہجات مراد ہیں، البتہ ان کے ضمن میں لغات کے قبیل سے بلاغت کے متعدد اسالیب کا اختلاف بھی شامل ہے۔" (رشد حصہ اول، ص 273)

* "اختلاف قراءت کے سلسلہ میں کسی اجنبیت کا شکار ہونے کے بجائے اس کے سلسلہ میں سادہ بصیرت کا استعمال بھی شافی اطمینان دے سکتا ہے۔ دیکھیے کہ ایک زبان جب مختلف علاقوں اور قبائل میں پھیلی ہوئی ہو تو بسا اوقات اس کے بعض الفاظ کے استعمالات اور لہجوں میں اتنا فرق ہو جاتا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات حروف (لغات اور لہجات) میں اتارنے کی ایک اہم حکمت یہ بھی تھی کہ اس کے پہلے مخاطبین ایک ہی لہجے کے تکلف کا شکار نہ ہوں"۔ (رشد ج ا اداریہ، ص 5-6) **

**مولوی صاحب غالباً لغت اور لہجہ کو ایک ہی سمجھتے ہیں۔ ان کی سادگی پر قربان مگر دنیا کے اہل علم لغت اور لہجہ میں فرق کرتے ہیں، لہجہ (Accent) تلفظ یا طرز ادائیگی اور آواز کے اتار چڑھاؤ کو کہتے ہیں جبکہ لغت ایک مختلف بولی (زبان) (Dialect) ہوتی ہے۔ انسائکلوپیڈیا میں یہ تعریف مل جائے گی۔

Accent is the way you pronounce a word. Dialect is a diffrent language or different word .

لہجہ کسی لفظ کی ادائیگی کے طریقے کو کہتے ہیں جبکہ بولی ایک مختلف زبان یا مختلف لفظ ہوتی ہے۔

مولوی صاحبان ایک ہی سانس میں دو مختلف باتیں کہہ جاتے ہیں جس سے وہ تو شاید نہیں دیگر اہلِ علم یقیناً حیرت وتذبذب سے دوچار ہوجاتے ہوں گے۔ انہیں تو غالباً اس کا احساس ہی نہ ہوتا ہوگا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

* جو قرآن مجید آسمانوں سے اترا ہے وہ صرف سات لہجات میں اترا ہے۔(حافظ حمزہ مدنی، رشد، ح ا، ص 248)

اگرچہ حافظ صاحب نے یا کوئی بھی دوسرا فرد کوئی عقلی دلیل نہیں دے سکا کہ سات ہی لہجات کیوں؟ لہجے درجنوں نہیں، سینکڑوں نہیں، ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ہوسکتے ہیں۔ خود عربوں میں، اس وقت بھی جب قرآن نازل ہورہا تھا اور آج بھی عرب ممالک میں ہی نہیں بلکہ سعودی عرب میں کئی لہجات عام ہیں۔ بات کتنی ہی غیر عقلی کیوں نہ ہو تاہم حافظ صاحب سبعہ احرف سے مراد لہجات ہی لیتے ہیں۔

* حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب بھی ارشاد فرماتے ہیں: " اصل میں جس طرح مختلف زبانوں اور لہجوں کا فرق ہوتا ہے اس طرح عربی زبان میں بھی لب ولہجہ کا فرق موجود ہے" (رشد ح ا، ص 41) مزید فرماتے ہیں: " یہ مختلف لب ولہجے دیکھ کر بعض لوگ اشکال کا شکار ہوجاتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی اختلاف ہے حالانکہ یہ قرآن مجید کا اختلاف نہیں۔ آسان انداز میں بات یوں سمجھئے کہ دنیا کی ہر زبان کے اندر لب ولہجے کا اختلاف ہے۔ مثال کے طور پر آپ اردو زبان کو ہی لے لیں، اس میں ایک لفظ ہے' ناپ تول' بعض لوگ اسے 'ماپ تول' کہتے ہیں، اس کے علاوہ ایک لفظ 'سسر' ہے بعض لوگ اسے 'سسر' بعض 'خُسر' کہتے ہیں۔ انگریزی زبان کا ایک لفظ ہے 'شیڈول' بعض انگلش بولنے والے اسے شیڈول اور بعض 'سکیجوئل' کہتے ہیں۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ایک غلط ہے اور دوسرا صحیح۔۔۔ عرب کے مشہور قبائل جن کی لغتیں یا لہجے چلتے تھے وہ سات ہیں: قریش کے علاوہ مشہور قبیلہ، تمیم، ہذیل، غز، ربیعہ، ہوازن، اور ثقیف وغیرہ"۔(بحوالہ سنن ترمذی: 2944، رشد، ح ا، ص 41)

بڑے حافظ صاحب محترم نے سبعہ احرف سے مراد لہجات لیے ہیں اور وہ بھی سات۔ لیکن مثالیں بڑی دلچسپ دی ہیں۔ Schedule کو شیڈول اور سکیجوئل پڑھنا تو بلاشبہ لہجے (Accent) کی مثال ہے۔ لیکن حضور' خسر 'اور' سسر' کو کون ہوشمند لہجے کا اختلاف کہے گا۔ یہ تو الفاظ کا اختلاف ہے۔ ہم اوپر واضح کرآئے ہیں کہ لہجے کے اختلاف میں ایک ہی لفظ کو

مختلف آواز یا تلفظ سے پڑھا جاتا ہے۔ مگر لغت یا زبان کے اختلاف میں الفاظ ہی مختلف ہوتے ہیں۔ رہی بات لہجات سات ہی کیوں؟ تو خود حافظ صاحب نے سات قبائل کی گنتی کے بعد لفظ "وغیرہ" کا استعمال غالباً غیر شعوری طور پر کر دیا ہے کہ مشہور قبائل صرف سات ہی نہیں ہو سکتے تھے۔

مولانا تقی عثمانی صاحب نے بجا طور پر اس نقطہ نظر پر تنقید کی ہے کہ: " بہت سے محققین مثلاً حافظ ابن عبد البرؒ، علامہ سیوطیؒ اور علامہ ابن الجزریؒ وغیرہ نے اس قول کی تردید کی ہے۔ اول تو اس لیے کہ عرب کے قبائل بہت تھے۔ ان میں صرف سات کے انتخاب کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟"۔ (رشد حصہ اول، ص 143)

۲۔ اعتراضات اپنی جگہ مگر مسئلہ کچھ کچھ حل ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا لیکن اس کا کیا کیجئے کہ اسی رشد میں کئی علماء کرام نے اس حل کو مسترد کر دیا اور فرمایا کہ سبعہ احرف کا مطلب سات لہجے تو ہو ہی نہیں سکتے۔

* چنانچہ محمد فیروزالدین شاہ صاحب نے ڈاکٹر طہٰ حسین صاحب کی تردید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: " غرض وہ قراءت سبعہ کو غیر منقولی اور محض لغات ولہجات قرار دیتا ہے۔۔۔ وہ حدیث سبعہ احرف کو محض ایک روایت کہہ کر رد کرتا ہے۔۔۔ اس شبہ کے رد کے لیے حرف مفردات قراءات پر نظر کرنا ہی کافی ہے۔ فرش الحروف کے مشاہدہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہ تمام قراءات لغات ولہجات نہیں تھے" (رشد، ح ا، ص 413)

* ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب نے ابن جریرؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ: " ابن جریرؒ نے سبعہ احرف سے قبائل عرب کی سات لغات مراد لی ہیں" (رشد، ح ا ص ۱۳۱)

* مولانا تقی عثمانی صاحب کتاب کا حوالہ " رشد" نے خود دے دیا جو سبعہ احرف کو لہجات نہیں مانتے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس موضوع پر مزید لکھنا محض تکرار ہو گا، کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اگر 'سبعہ احرف' کے مفہوم میں متقدمین میں اختلاف تھا تو " رشد" نے آکر کیا خاص کارنامہ سر انجام دیا؟ اگر اس مسئلے کو حل کیا ہوتا تو کوئی بات بھی تھی " رشد" کے مطالعہ سے ہمیں تو یہ معلوم ہوا کہ:

" ان تمام حقائق کے باوجود جب اس سلسلے میں وارد ہونے والی جملہ احادیث کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ایسی کوئی عبارت ہمیں دستیاب نہیں ہوئی جو 'سبعہ احرف' کی ایسی کامل اور شافی تفسیر کردے جس سے نزاع ختم اور اختلاف کے دروازے بند ہو جائیں"۔ (ابو مجاہد عبدالعزیز القاری، رشد، ج ا، ص ۱۲۳)

" سبعہ احرف" والی حدیث کے بارے میں پینتیس اقوال ہوں یا چالیس ان سب پر " رشد" کا ایک یہی قول بھاری ہے۔ اب جبکہ اس چیستاں کا کوئی ایسا معقول مفہوم دریافت ہی نہیں ہوسکا تو " اہلِ رشد" کی مرضی ہے کہ اس پر تمام عمر آپس میں یا کسی پر منکر حدیث کا لیبل لگا کر سر پھٹول کرتے پھریں، میرا تو نہیں خیال کہ کوئی اہلِ علم ان سے اس میدان میں آکر پنجہ آزمائی کرسکتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگوں کی ذہنی ساخت ہی ایسی ہوتی ہے کہ وہ کسی کی بات سنتے ہی نہیں بس اپنی سنانے پر مصر ہوتے ہیں۔

"سبعہ احرف کے سلسلے میں " رشد" کی " عالمانہ" اور " تسلی بخش" گفتگو کے بعد یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا تعلق سبعہ قراءت سے کیا ہے؟ آئیں ' رشد' سے رہنمائی حاصل کریں۔

سبعہ احرف قراءات سبعہ ہی ہیں۔

* الشیخ علامہ عبدالفتاح القاضی نے اپنے مضمون بعنوان " احادیث رسول کی روشنی میں ثبوت قراءت " کے تحت سبعہ احرف والی حادیث کا ذکر فرما کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس حدیث کا اطلاق قراءت سبعہ ہی پر ہے۔(رشد، ح ا، ص ۴۵)

* قاری صہیب احمد صاحب فرماتے ہیں کہ " یہ بات تو بدیہی طور پر واضح ہے کہ دین اسلام 'حروف' (قراءات) میں طعن سے مکمل طور پر کنارہ کش ہے کیونکہ قراءات دین میں اصل حقیقت ہیں، جیسا کہ ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا اس میں جھگڑنا کفر ہے"۔(رشد، ح ا، ص ۶۵)

حافظ انس نضر مدنی صاحب کا بھی اصرار ہے کہ: " قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور صحابہ کرامؓ نے بالمشافہ آپ ﷺ سے قرآن سیکھا۔ صحابہؓ سے تابعین، تابعین سے تبع تابعین نے یہ حروف سیکھے اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ معاملہ ان معروف و مشہور قراء سبعہ تک پہنچ گیا۔(رشد ح ا۔ ص ۲۸۹)

اسی طرح حافظ حمزہ مدنی صاحب (رشد، ح ا، ص ۲۷۲)اور قاری فہد اللہ مراد صاحب (رشد ح ا، ص ۶۷۱) بھی اصرار کرتے ہیں کہ سبعہ احرف کا مصداق موجودہ قراءات سبعہ (بلکہ قراءات عشرہ) ہیں۔ اس سلسلے میں میاں چنوں کے کوئی شیخ الحدیث ہیں جن کا نام گرامی حافظ عبدالستار حماد ہے۔(رشد حصہ اول، ص ۱۳) میں ان کا درسِ حدیث سامنے ہے جن کے تعارفی نوٹ میں فرمایا گیا ہے کہ: " ان کو اللہ تعالیٰ نے اس امتیاز سے نوازا ہے کہ آپ حدیث و علوم حدیث پر گہری نظر رکھتے ہیں اور قرآن و علوم قرآن کے بھی مخصص ہے کیونکہ آں جناب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے کلیہ القرآن الکریم سے سند فضیلت رکھتے ہیں"۔(لفظ "کیونکہ" ہمارا نہیں بلکہ ادارہ رشد نے اسی طرح لکھا ہے) یہ صاحب اس وقت میاں چنوں کے کسی الدراسات الاسلامیہ کے رئیس ہیں۔ اتنے بڑے تعارفی نوٹ کے بعد ان کی اس موضوع پر اچھوتی اور دلنشین تحقیق ملاحظہ ہو۔ " بہر حال قراءت متواترہ جنہیں احادیث میں " احرف سبعہ" سے تعبیر کیا گیا ہے وہ آج بھی موجود ہیں اور اس کے انکار کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے" (ص ۱۶)اب جس چیز کی کوئی معقول وجہ نہ ہو اس کو" بہر حال" ظرافت طبع کی وجہ سے ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ یہی موصوف یہ بھی ارشاد فرمادیتے ہیں کہ: " سبعہ احرف" سے مراد ان سات آئمہ کی قراءات ہر گز نہیں ہیں جو اس سلہ میں مشہور

ہوئے ہیں، کیونکہ پہلا شخص جس نے ان سات قراءت کو جمع کرنے کا اہتمام کیا وہ ابن مجاہد ہے جس کا تعلق چوتھی صدی سے ہے"۔

ہم یقیناً اس پوزیشن میں نہیں کہ کسی شیخ الحدیث صاحب کے کسی بھی قول کو غلط قرار دیں۔ان کا یہ قول یقیناً درست ہوگا کہ "سبعہ احرف" سے مراد ان سات آئمہ کی قراءات نہیں۔اور یہ بھی بلاشک وشبہ درست ہوگا کہ سبعہ احرف سے مراد ہی قراءات متواترہ ہیں جو آج کل موجود ہیں۔البتہ جو ان کے اقوال میں شک کرے وہ منکر حدیث اور متجدد ہے۔اب اگر اپنے آپ کو کسی اہل حدیث یا شیخ الحدیث کے نزدیک معتبر تسلیم کروانا یا اپنی پگڑی بچانا ہے تو لازماً ان کے اقوال مبارکہ کو "معقول" ہی تسلیم کرنا ہوگا ورنہ گئے دونوں جہان سے۔

اسی موضوع پر ماہنامہ" طلوع اسلام" میں جناب جمیل احمد عدیل کے شائع شدہ مضمون پر تنقید کرتے ہوئے محترم قاری محمد صفدر صاحب ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ " ہم اس ضمن میں صرف اتنا عرض کریں گے کہ جو حدیث آپ نے عمر وہشام والی نقل فرمائی ہے اگر آپ اس پر ہی غور کرتے (جو شاید بغض حدیث کی وجہ سے نصیب نہ ہوا) تو معلوم ہو جاتا کہ احرف سبعہ اور قراءات سبعہ کوئی الگ الگ چیز نہیں ہیں" ۔

ہم محترم قاری صاحب سے صرف اتنی گزارش کریں گے کہ وہ ہمت کرکے دیوبندی عالم محترم ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب پر بھی بغض حدیث کا فتویٰ جڑ دیں کیونکہ انہوں نے بھی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ " عام طور پر علما وقراء حضرات ان سب (سبعہ احرف والی) حدیثوں کا ایک ہی مضمون مانتے ہیں، اس لیے ان کو ایک دوسرے پر محمول کرتے ہیں، لیکن اس صورت میں حروف سبعہ کی جو بھی تفسیر کی جائے وہ ایسی نہیں کہ اس پر کوئی اعتراض واشکال نہ رہتا ہو" (رشد، ح۱، ص ۱۳۱)

اس سے بڑھ کر ایک دوسرے دیوبندی ممتاز عالم مولانا محمد تقی عثمانی صاحب کی رائے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ قاری محمد صفدر صاحب ودیگر اہل حدیث کی رائے تو بالکل ہی غلط اور باطل ہے چنانچہ ان کا ارشاد غور سے پڑھیں: " بعض حضرات (مثلاً مدنی حضرات وقاری محمد صفدر وغیرہ) یہ سمجھتے ہیں کہ اس (یعنی سبعہ احرف) سے مراد سات مشہور قاریوں کی قراءتیں ہیں، لیکن یہ خیال تو بالکل ہی غلط اور باطل ہے" (رشد، ح۱، ص ۱۴۲)

یہ خیال مبارک ، کئی لکھاریوں نے حصہ دوم میں بھی ظاہر کیا ہے کہ سبعہ احرف دراصل سبعہ قراءات ہی ہیں۔ مثلاً مولانا بشیر احمد عثمانی (ص ۵۳) ، صہیب احمد میر محمدی (ص ۷۴)،ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر (ص ۱۵۲) ، قاری محمد عزیز (ص ۱۶۵) ، قاری محمد ادریس العاصم (ص ۲۶۳) وغیرہ جبکہ اس کی تردید کرنے والے بھی بے شمار حضرات موجود ہیں۔جن کی کئی مثالیں حافظ محمد مصطفی راسخ کے عربی اور مولانا محمد اصغر صاحب کے اردو میں جمع شدہ فتاویٰ میں مل جاتی ہیں۔

جمیل احمد عدیل صاحب پر تو بغض حدیث رکھنے کا فتویٰ لگا دیا گیا کیونکہ ان کا مضمون طلوع اسلام میں شائع ہوا تھا مگر محترم مفتی عبدالواحد صاحب، بالخصوص مولانا محمد تقی عثمانی صاحب پر یہ فتویٰ اس لیے لگانا ممکن نہیں کیونکہ ان کے مضامین " رشد" میں شائع ہوئے ہیں۔البتہ ان کے مطابق قاری صفدر صاحب کا موقف تو بالکل غلط اور باطل ہے چاہے انہوں نے بغض حدیث میں یہ کہا ہو یا حبِ حدیث میں،ویسے ہمیں یہ بخوبی علم ہے کہ احناف اور دیوبندیوں کو یہ حضرات کن کن ناموں سے یاد کرتے رہتے ہیں۔

۳۔اس سلسلے میں رشد کے چند اور خیالات سے مستفید ہوتے چلیں تو چنداں مضائقہ نہیں:

(ا) سبعہ احرف سے مراد سات لغات ہیں۔

' بالعموم تمام لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ سبعہ احرف سے مراد سات لغات ہیں۔ہماری رائے میں بھی یہ توجیہ ورائے ہی قوی ہے"

(حافظ حمزہ مدنی، رشد ح ا، ص ۲۶۸)

(ب) یہ کوئی معقول بات نہیں کہ رسول ﷺ ایک ہی آدمی کو قرآن مجید ایسی لغت میں سکھائیں جو اس کی لغت نہ ہو۔

" حروف سبعہ کی تعین میں بہت اختلاف ہے بعض لوگوں نے اس سے سات لغات مراد لی ہیں لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سیدنا عمرؓ اور ہشامؓ دونوں قریشی تھے،ان کی لغت ایک تھی اس کے باوجود ان کا اختلاف ہوا۔یہ کوئی معقول بات

نہیں کہ رسول ﷺ ایک ہی آدمی کو قرآن مجید ایسی لغت میں سکھائیں جو اس کی لغت نہ ہو" (ابو محمد حافظ عبد الستار حماد، رشد ح ا، ص ۱۴)

محترم حافظ حمزہ مدنی صاحب یہ ضرور بتائیں کہ آپ ایسی "نامعقول" بات اپنے نبی ﷺ سے کیوں منسوب کرتے ہیں؟

(ج) قرآن کا بعض حصہ غیر متواتر ہے۔

قاری صہیب احمد صاحب رشد، ح ا، ص ۲۰ پر تو ابن ساعاتیؒ کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ " قراءات سبعہ متواترہ ہیں، ہاں قرآن کا بعض حصہ غیر متواتر ہے جیسا کہ مالک اور ملک وغیرہ، لیکن صفحہ ۲۱ پر امیر بادشاہ کے حوالے سے لکھتے ہیں: " قرآن سارے کا سارا متواتر ہے"

(د) قراءات شاذہ

حافظ انس نضر مدنی صاحب ایک جگہ (رشد، ح ا، ص ۲۹۴) میں فرماتے ہیں: " وہ قراءات جن کی سند متواتر یا مشہور نہ ہو انہیں قراءات شاذہ کہا جاتا ہے، بطور قرآن ان کی تلاوت جائز نہیں لیکن فوراً ہی اگلے صفحہ (۲۱) میں یہ تحقیق بھی قارئین کی نظر کرتے ہیں کہ " تیسری قسم یعنی احاد قراءات جو اگرچہ قراءات شاذہ میں شامل ہے لیکن بعض علماء اسے نماز میں پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں"۔

(ر) انکار قراءات

انکار قراءات کے حکم کے تحت ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب صریحاً لکھتے ہیں کہ انکار قراءات کے باعث کوئی کافر نہیں ہوگا (رشد، ح ا، ص ۱۴۰) جبکہ قاری صہیب احمد صاحب کا ارشاد ہے کہ منکر قراءات کافر ہے (ایضاً ص ۲۶) نیز حافظ محمد مصطفی راسخ (رشد ح ا، ص ۲۴۳)، محمد ابراہیم میر محمدی (رشد ح ا، ص ۴۲۹، ۴۳۱)، قاری محمد یحیٰ رسولنگری، (رشد، ح ا، ص

٦١٣) کا بھی یہی ارشاد گرامی ہے۔

(س) قرآن اور قراءات مختلف ہیں یا ایک:

” رشد“ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ ایک ہی ہیں اور یہ بھی بتاتا ہے کہ ان میں فرق ہے۔ ملاحظہ کیجئے ” آپ یوں نہیں کہہ سکتے کہ یہ قراءات ہے اور یہ قرآن ہے (یہاں لفظ قراءت (واحد) آنا چاہیے، مگر ” رشد“ کی مرضی۔۔۔) اگر آپ قرآن اور قراء ات کو الگ کریں گے تو اس میں قرآن کس کو کہیں گے ؟“ (دیوبندی عالم ڈاکٹر قاری احمد میاں تھانوی صاحب، رشد ح ا، ص ٦١٢) اس کا جواب ”رشد ہی ہمیں اہلِ حدیث حافظ حمزہ مدنی سے یہ دلواتا ہے کہ ” قرآن اور قراءات میں فرق ہے۔ قرآن کہتے ہیں ان الفاظ کو جو منزل من اللہ ہے اور قراءات اسی قرآن کی خبر کو کہتے ہیں“ (رشد ح ا، ص ٢٤٨) ۔ ان کی تائید میں ” رشد“ ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب کو لے آتا ہے جن کا ارشاد ہے : ” قرآن اور چیز ہے اور قراءات اور چیز ہیں۔ قرآن تو اس چیز کا نام ہے جو مصاحف کے اندر ثبت ہے اور رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا گیا ہے اور تواتر سے نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ جبکہ قراءات زبان سے اس کی ادائیگی کا نام ہے، قرآن ایک ہے اور قراءات متعدد ہیں“ (رشد ح ا، ص ١٣٩)

رشد حصہ دوم، صفحہ ٧٩١ پر مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب کا ارشاد ہے کہ قرآن اور قراءات ایک ہی چیز ہیں، حیرت اس پر ہے کہ ان ہی کے صاحبزادے حافظ حمزہ مدنی صاحب ’رشد‘ حصہ اول ص ٢٧٨ میں اپنے والد صاحب محترم کی تردید کر چکے ہیں۔

ہو سکتا ہے یہاں ” اہل رشد“ کہہ دیں کہ محققین میں اختلاف کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ لیکن اختلافات کو مخالفت اور گمراہی تک پہنچا دینا اہل تحقیق کا شیوہ ہرگز نہیں ہے۔ اس کا ثبوت محمد ابراہیم میر محمدی نے اسی مسئلے پر دیا ہے۔ اس کا ترجمہ حافظ زبیر نے کیا ہے۔ وہ مستشرقین کا جائزہ لیتے ہوئے محترم جاوید احمد غامدی صاحب کو بھی متجدد“ کا لقب دیکر گولڈزہیر اور نولڈ میں شمار کرتے ہیں۔ ان کا ارشاد ہے ”گولڈزہیر اور نولڈ کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور قراءات دونوں الگ الگ شعبے ہیں“ نیز فرماتے ہیں ”اسی قسم کا قول متجددین میں سے ایک ایسے شخص کا بھی ہے، جو اپنے آپ کو فکر اسلامی (غالباً فکر اصلاحی مراد ہے کیونکہ آگے ایسا ہی ارشاد فرمایا گیا ہے)، کا نمائندہ تصور کرتا ہے۔ پس فکر اصلاحی کے نمائندے کا یہ دعوی ہے کہ قرآن اور قراءات دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ ایک ایسا دعوہ ہے جس کی دلیل ان کے پاس موجود نہیں ہے“ (رشد ح ا، ص 433-434)

آگے اس کی تصریح کرتے ہیں تاکہ کسی کو کوئی غلط فہمی نہ ہو جائے کہ فکر اصلاحی کا نمائندہ کون ہے۔ان کا ارشاد ہے کہ "فکر اصلاحی کے علمبردار جاوید احمد غامدی مراد ہیں، اللہ ان کو ہدایت دے"۔(ایضا، ص 435) ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب کو تو خیر جانے دیں کہ یہ " فکر دیوبند" کے علمبردار ہیں، مگر میر محمدی صاحب کی محترم جاوید غامدی صاحب کے حق میں دعا کو دیکھتے ہیں اور پھر حافظ حمزہ مدنی صاحب کا یہی گولڈز ہیر اور نولڈ والا 'گمراہ کن' نظریہ دیکھتے ہیں کہ قرآن اور قراءات میں فرق ہے تو حیرت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ "دعائے خیر" حمزہ مدنی صاحب کے حق میں کیوں نہیں کی جاتی؟

ہمیں یہ تو معلوم نہیں کہ جاوید احمد غامدی صاحب پر تنقید میر محمدی صاحب نے کی ہے یا یہ غصہ جناب مترجم نے خود اتارا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ حافظ زبیر صاحب کی زندگی کا اہم مشن جاوید احمد غامدی صاحب کی مخالفت ہے جس کے مظاہر آئے دن سامنے آتے رہتے ہیں۔

(ص) مصحف عثمانی اور مصحف محمدی

یہ عنوان تو ہمارا ہے لیکن سارا مواد اہلِ رشد ہی کا مہیا کردہ ہے۔سب سے زیادہ افسوس ناک اور پریشان کن مسئلہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ "اہل رشد" نے شعوری یا لاشعوری طور پر دشمنان اسلام کے ہاتھ ہی مضبوط کئے ہیں۔ڈاکٹر محمد اکرم چودھری صاحب مستشرقین کی ان نامسعود کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: " اختلاف قراءات پر مبنی روایات کا جو ذخیرہ اس (آرتھر جیفری) نے پیش کیا ہے ان روایات کی اسناد خود جیفری کے اعتراف کے مطابق مکمل ہیں اور نہ مستند" (رشد ح ا، ص 393)

"اہل رشد" ان تمام روایات کو سند کے ساتھ مستند بنا کر جیفری کی روح کو تو شاید سکون نہ پہنچا سکیں، لیکن آنے والے مستشرقین کے ہاتھ ضرور مضبوط کئے ہیں۔آرتھری جیفری جس منصوبے پر کام کرنا چاہتا تھا وہ تو ڈاکٹر صاحب کے ارشاد کے مطابق اتحادی فوجوں کی بمباری سے تباہ ہو گیا۔معلوم ہونا چاہئے کہ وہ منصوبہ تھا کیا۔ڈاکٹر صاحب کے بقول" دراصل جیفری قرآن کے تنقیدی نسخے کو اس طرح مرتب کرنا چاہتا تھا کہ ایک صفحے پر کوئی خط میں متن قرآن ہو اس کے سامنے دوسرے صفحے پر تصحیح و تنقیح شدہ حفص روایات اور حواشی (footnotes) میں قرآن حکیم کی تمام معلوم قراءاتوں کو بیان کر دیا جائے"(رشد ح ا، ص 394)

جیفری جس نسخے کے حواشی میں روایتوں میں مذکور قراءتوں کو بیان کرنے کی کوشش کرتا رہا اب ماشاءاللہ " اہل رشد " اس سے چند قدم آگے بڑھ کر محض حواشی میں نہیں بلکہ قرآنی متن کی حیثیت سے الگ قرآن بلکہ کئی اقسام کی قراءتیں شائع کروانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سے قبل ان کا ذکر محض روایات میں ملتا تھا، البتہ چند مدارس میں یہ قراءات پڑھائی جاتی رہی ہیں۔ ان کی بنیاد پر کوئی مصحف موجود نہ تھا۔ "رشد" ہی کا ارشاد ہے کہ: "جیسا کہ ہم نے پہلے کہا کہ قواعد وضوابط اور پڑھنے کا انداز تو کتب قراءات میں موجود ہیں لیکن باقاعدہ مصاحف کی شکل میں موجود نہیں ہیں۔ کلیۃ القرآن الکریم ، جامعہ لاہور کے فضلاء میں سے تقریباً بارہ محقق اساتذہ نے محنت شاقہ فرما کر تین سال کے عرصے میں وہ تمام غیر متداولہ قراءات میں سولہ مصاحف تیار کر لئے ہیں اور جیسا کہ راقم نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ کام اپنی نوعیت اور جامعیت کے حوالے سے تاریخ اسلام کا پہلا کام ہے" (قاری فہد اللہ مراد، رشد ح ا، ص 678)

ظاہر ہے تاریخ اسلام کا یہ پہلا کام جو غیر متداولہ قراءات پر مشتمل ہو گا جب سامنے آئے گا تو کوئی بھلا یا بھولا آدمی احمد دیدات کی طرح یہ نعرہ مستانہ لگا کر میدان میں نہیں آسکتا کہ ہمارا قرآن مشرق سے مغرب تک ایک ہی ہے اور اس میں کسی زیر، زبر یا شوشے کا فرق نہیں۔ وہ کام جو سر انجام دیتے ہوئے جیفری صاحب "شہید" ہوئے تھے اب ماشاءاللہ ایک قدم آگے بڑھ کر "اہل رشد" سر انجام دیں گے۔ اب اہل حدیثوں کا قرآن اور ہو گا اور اہل فقہ کا کوئی اور۔ تاہم ابھی تک معلوم نہ ہو سکا کہ یہ سب " غیر متداولہ قرآن' ' مصحف محمدی کہلائیں گے یا مصحف عثمانی، کیونکہ ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی صاحب ان دونوں مصاحف کے جمع کئے جانے کی "حکمت" مختلف بیان کرتے ہیں۔ لیکن حکمت بیان کرتے ہوئے سب کچھ بھول جاتے ہیں کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ نبی اکرمؐ نے اپنی زندگی میں مکمل قرآن جو لکھوایا تھا اس کی 'حکمت' بیان کرتے ہوئے دو وجہیں بیان کی ہیں:

" 1۔ قرآن مجید میں چونکہ وحی باللفظ ہے اور روایت باللفظ میں الفاظ کی تبدیلی کا چونکہ اندیشہ ہے اس لئے قرآن کریم کا رسم خط لکھوایا تا کہ قرآن کے الفاظ محفوظ رہ سکیں۔

2۔ مابعد ادوار میں قرآن یا اس کے لفظوں کے حوالے سے کوئی اختلاف پیدا ہو جائے تو کوئی ایسا معیار موجود ہو جو اختلافات کی صورت میں بطور معیار موجود ہو" ("رشد" ح ۲، ص 333)

اگلے ہی صفحے پر حضرت عثمان کے جمع کردہ قرآن کی " حکمت " بیان کرتے ہیں:

" اس ضمن میں درپیش مشکل یہ تھی کہ لوگ قرآن کی تبیین کے ضمن میں رسول اللہؐ کے ارشادات کو بھی قرآن کے ہمراہ لکھ دیتے تھے، جنھیں بعدازاں قرآن سے الگ نہ لکھنے کی وجہ سے غلطی سے تلاوت قرآن میں بطور قراءات داخل کرلیا جاتا۔ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں کسی مصدقہ مصحف کی عدم موجودگی کی وجہ سے اس قسم کے تغیری کلمات کا اختلاف بھی زوروں پر پہنچا ہوا تھا۔ لوگوں میں ان تفسیری توضیحات کے ضمن میں شدید اختلاف چل رہا تھا کہ بعض لوگ انہیں قراءات کا درجہ دیکر باقاعدہ تلاوت کرتے" (رشد" ج ۲، ص 334)

ڈاکٹر موصوف جذباتی تقریر کرتے وقت بھول گئے کہ وہ پہلے نبی اکرمؐ کے جمع کردہ قرآن کی وجہ خود یہ بیان کرچکے تھے کہ وہ" ما بعد ادوار میں قرآن یا اس کے لفظوں کے حوالے سے کوئی اختلاف پیدا ہوجائے تو وہ بطور معیار کام دے" اگر یہ بات واقعی درست ہو تو حضرت عثمانؓ کے زمانے میں مصدقہ مصحف کی عدم موجودگی" چہ معنی دارد؟ چنداں پریشانی کی ضرورت اس لیے نہیں کہ غلط اور خلاف حقیقت موقف پر ہٹ دھرمی اور اصرار سے ایسی ہی صورت حال پیدا ہوتی ہے۔

تاہم اہل رشد کی تکنیک یہ معلوم ہوتی ہے کہ عوام کو فوری طور پر صحیح صورت حال معلوم نہ ہوسکے۔ کیونکہ پاکستان میں اگر غیر متداولہ، یعنی قرآن مجید کے ایسے نسخے جو پہلے رائج نہ رہے ہوں، عوام تک پہنچ جائیں تو ان کا حشر معلوم۔ چنانچہ ان کی رائے یہ ہے کہ: "(ایسے غیر متداولہ) جمع روایات میں قرآن شائع کرنے کے بعد ان کو پوری دنیا کی لائبریریوں میں پہنچایا جائے۔ عوامی سطح پر لانے سے پرہیز کیا جائے۔ البتہ رائے عامہ ہموار کرنے کے بعد عوامی سطح پر بھی لایا جاسکتا ہے۔"

(رشد ج ۱، ص 681)

اسی طرح بہت سے مضامین میں اختلاف قراءات کی بے شمار" حکمتیں" بیان کی گئی ہیں اور ان کو" رحمت" قرار دیا گیا ہے۔ ہم صرف اداریے میں ہی مذکور چند مثالوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ اداریہ نویس کا ارشاد ہے: " علم قراءات اور تفسیر قرآن: تفسیر کا معنی ہے الفاظ قرآنیہ کا مفہوم اس طرح پوری وضاحت سے بیان کردیا جائے کہ ان کا کوئی ابہام یا اجمال باقی نہ رہے۔ علم قراءات بھی مجمل الفاظ کی تفصیل اور ابہام کی توضیح کرتا نظر آتا ہے' مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: وان کان رجل یورث کلالۃ اوامراۃ ولہ اخ اواخت لکل واحد منھما السدس (النساء ۱۲) آیت مذکورہ میں" اخ" اور" اخت" میں ابہام ہے کہ وراثت کی تقسیم میں ذکر کیا گیا حصہ کس بھائی اور بہن کا ہے؟ حقیقی (سگے) بھائی اور بہن مراد ہیں، علاتی (جو باپ کی طرف سے ہوں) یا اخیافی (جو ماں کی طرف سے ہوں) تو دوسری قراءات میں اس کی وضاحت یوں موجود ہ" ولہ اخ اواخت من ام"

اسی طرح دوسری مثال سورۃ المائدہ سے دیتے ہیں کہ اصل قرآن میں تو ”او تحریر رقبۃ“ کے الفاظ آئے ہیں لیکن ” آیت بالا میں لفظ ” رقبۃ“ کی وضاحت موجود نہیں کہ قسم کا کفارہ دیتے ہوئے اگر غلام آزاد کرنا مقصود ہو تو کیا غلام میں کوئی تمیز موجود ہے کہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم؟ یا کسی بھی غلام کو آزاد کیا جا سکتا ہے؟ تو قراءات کا اختلاف ہمیں بتاتا ہے کہ اس ضمن میں غلام کا مسلمان ہونا ضروری ہے، کیونکہ دوسری قراءات میں لفظ ’ رقبہ‘ کی صفت ” مومنۃ“ سے بیان ہوئی ہے۔ بنا بریں ہم کہتے ہیں کہ کسی بھی مسئلے کی تفسیر میں ایک قراءت سے معنی اس طرح واضح نہیں ہوتے جیسے متنوع قراءات مسئلہ کو کھول کر بیان کرتی ہے“ (رشد ح، ص ۳)

اداریہ نویس نے اس طرح دیگر ’ حکمتیں‘ ”نصوص کا ظاہری تعارض اور علم قراءات“ اور ” مختلف فقہی احکام کا استنباط اور علم قراءات“ کے عنوانات کے تحت بیان فرمائی ہیں۔ ہم حیران صرف اس بات پر ہیں کہ ہم انا للہ پڑھیں یا کوئی تبصرہ کریں۔

قرآن کے الفاظ کو مبہم قرار دینے والے محترم اداریہ نویس ذرا دیر سے دنیا میں تشریف لائے ورنہ نزول قرآن کے وقت یہ تشریف لائے ہوتے تو اللہ میاں کو نہ سہی کم از کم نبی اکرم ﷺ کو ضرور ہی مشورہ دیتے کہ:

” دیکھیں اصل قرآن میں یہ لفظ رکھنے سے ابہام پیدا ہو رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ قراءات میں سہولت کی خاطر آپ نے ہمیں ”سات حروف“ (اس کا جو بھی مطلب ہو) پڑھنے کی اجازت فرمائی ہے کہ یہ لفظ کی ادائیگی کا مسئلہ ہے۔ اس لیے اگرچہ ” من ام“ اور ” مومنۃ“ کے الفاظ لانے یا نہ لانے سے ہمیں کوئی سہولت ہے نہ دشواری تاہم ہمیں اللہ اور رسول ﷺ اور قرآن کی ساکھ عزیز ہے اس لیے عرض ہے کہ قرآن کے اس ابہام کو دور کیجئے اور اصل قرآن ہی میں ” صحیح“ لفظ رکھ دیں اور براہ کرم ابہام پیدا ہی نہ کریں۔“

ہمیں یقین ہے کہ اس ” معقول“ تجویز پر نبی اکرم ﷺ عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے فوری طور پر درخواست کرتے کہ ” مبہم“ الفاظ کو تبدیل کر کے ”واضح“ الفاظ اصل قرآن میں ڈال دیتے یوں یہ قراءات متواترہ یا شاذہ کا مسئلہ ہی سرے سے نہ اٹھتا۔ آخر اللہ میاں ”مبہم“ الفاظ قرآن میں ڈال کر نعوذ باللہ امت کو پریشان کیوں کرتے! ۔ جبکہ اس کا بہت ہی آسان متبادل حل موجود تھا، اور جو بقول اداریہ نویس یہ متبادل حل دوسری شاذ قراءات کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔ سبحان اللہ عما یصفون۔

کسی کو برا نام دو اور اسے مار دو

ہمیں دوران مطالعہ جا بجا "رشد" کا انداز بحث کچھ ایسا لگا جیسے وہ اصلاح فکر سے زیادہ تکنیکی طور پر مخالفین کو ناک آؤٹ کرنا چاہتا ہو۔ انگریزی مقولے کے مطابق "کسی کو برا نام دو اور اسے مار دو" کے مصداق اپنے سے جدا نقطہ نظر رکھنے والے کو منکر حدیث، منکر قرآن، متجدّد وغیرہ کہہ کر اس کی بات کو رد کرنا محض جذباتی انداز بیان ہی کے تحت آسکتا ہے۔ حالانکہ بعض اوقات ان کی بات خود ان کی پارٹی کے لوگ بھی کہہ رہے ہوتے ہیں اور ان کی بات کو تحقیق و تحسین کے نقطہ نظر سے سامنے لایا گیا ہے، تاہم ہمیں مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ کے مضمون کی اشاعت پر حیرت انگیز مسرت ہوئی ہے۔

ہمارا حسن ظن ہے کہ ان پر "منکر حدیث" ہونے کا فتویٰ اہل حدیث حضرات نے واپس لے لیا ہوگا۔ ایک زمانے میں وہ ان کے نزدیک مانے ہوئے 'منکر حدیث' تھے۔ بلکہ اہل حدیث کے ایک مشہور عالم محمد اسماعیل سلفی صاحب مرحوم نے اپنی کتاب میں۔۔۔ حجیّت حدیث میں مولانا مودودیؒ اور ان کی حدیث کے متعلق نظریات کے خلاف اعلان جہاد کر رکھا تھا۔ لیکن کوئی حرج نہیں اگر ایک "منکر حدیث" کو اپنے مقصد کے لئے مفید سمجھتے ہوئے (غلط یا صحیح) استعمال کر لیا جائے تو یہ اہل حدیث کے مصالح المرسلہ کی تعریف یا نظریہ ضرورت کے عین مطابق ہوگا۔ لیکن ہم حسن ظن بہر حال یہی رکھیں گے کہ ان پر سے منکر حدیث ہونے کا فتویٰ واپس لے لیا گیا ہوگا۔ آگے جا کر شاید کوئی موقع ایسا نکل آئے کہ مولانا امین احسن اصلاحیؒ، محترم جاوید احمد غامدی صاحب حتیٰ کہ محترم غلام احمد پرویز مرحوم بھی قابل قبول ہو جائیں۔ ایسا برا وقت آتے کچھ دیر نہیں لگتی۔

"رشد" میں مولانا امین اصلاحیؒ، محترم جاوید احمد غامدی صاحب اور طلوع اسلام کے خلاف ایک مضمون میں "عالمانہ" انداز تحریر دیکھنے کو ملا۔ حافظ محمد زبیر صاحب اور محمد رفیق چودھری صاحب کے انداز تحریر کا ہمیں کچھ کچھ اندازہ تھا۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس سے قبل قاری محمد صفدر صاحب سے ہم کبھی مستفید نہ ہو سکے تھے۔ اسے ہم اپنی بد قسمتی اور کم علمی پر ہی محمول کریں گے۔

محمد رفیق چودھری صاحب کے مضمون سے معلوم ہوا کہ مولانا امین اصلاحیؒ صاحب تدبر القرآن میں "احمقانہ" دعویٰ کرتے رہے اور علمیت کے نہیں 'جہالت' کے دلائل فراہم کرتے رہے (رشد ح، ص 518) ہمیں اس کا صدمہ ہے کہ مولاناؒ کی زندگی میں چودھری صاحب اپنا "فہم دین" ان تک نہ پہنچا سکے۔ مولانا محترم یقیناً چودھری صاحب کی شاگردی اختیار کرنے پر

فخر محسوس کرتے۔ جمیل احمد صاحب نے طلوع اسلام کے ایک مضمون میں دعوی کیا تھا کہ احرف سبعہ کی تعریف متعین نہیں ہے۔ اس پر قاری محمد صفدر صاحب نے اصل موضوع پر بات کرنے سے پہلے بطور مقدمہ یہ لکھا کہ: " قراءات پر تنقید کرنے کا شوق ہے لیکن موصوف کو اتنا علم نہیں کہ لفظ قراءات کا رسم کیا ہے۔ اپنے پہلے مضمون میں جتنی دفعہ انہوں نے اس لفظ کو استعمال فرمایا وہ قرآت لکھا حالانکہ اس کا رسم 'قراءات' ہے، (رشد ح ا، ص 450)

قاری محمد صفدر صاحب سے زیادہ اور تفصیل سے یہی اعتراض حافظ محمد زبیر صاحب نے دہرایا۔ انہوں نے محترم جاوید احمد غامدی صاحب کے بارے میں ارشاد فرمایا:

"غامدی صاحب کی عربی دانی: غامدی صاحب قراءات متواترہ پر تنقید کا شوق فرما رہے ہیں اور کیفیت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب میزان میں ص 33-25 تک قرآت کے اختلاف' کے عنوان سے قراءات متواترہ پر بحث کی ہے اور ' قرآت کا لفظ اپنی اس بحث میں تقریباً 34 دفعہ لے آئے ہیں اور ہر دفعہ انہوں نے اس لفظ کو 'قرآت ہی لکھا ہے، گویا انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ لفظ قرآت نہیں بلکہ ' قراءت ہوتا ہے جس کی جمع ' قراءات ' ہے۔ (رشد ح ا، ص 496)

ہم قاری صاحب اور حافظ صاحب کی بات مان لیتے ہیں۔ لیکن کیا وہ اس کی وضاحت کریں گے کہ اصل لفظ اگر بڑی تاء سے قراءت ہے تو چھوٹی تاء سے ' قراءۃ کیونکر درست ہوگا؟ اگر نہیں ہوگا (جس طرح کہ کلمہ التابوت اور التابوۃ دونوں طرح درست نہیں ہے) پھر رشد حصہ دوم میں مولانا مبشر احمد ربانی صاحب نے (ص 54)، قاری صہیب احمد میر محمدی صاحب نے (ص 75-60)' قاری صہیب احمد صاحب نے (ص 394 تا 397) اور بڑے حافظ صاحب یعنی حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب نے (ص 677) یہ لفظ چھوٹی تاسے ' قراءۃ' کیوں لکھا؟

شاید آپ منطق کی کسی شاخ کو کھینچ تان کر اسے بھی درست قرار دیں، حالانکہ آپ کے نزدیک درست لفظ ایک ہی ہے۔ دیانتداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ جو آپ لوگوں کے نزدیک منکر حدیث تھے، کے مضمون کو نقل کرتے وقت یہ نشاندہی بھی کر دیتے کہ ان کی عربی دانی بھی ویسے ہی ہے کیونکہ مذکورہ مضمون (رسائل و مسائل حصہ سوم صفحہ 120 تا 133) میں بھی لفظ قرآت (جمع قرآتین) اسی شکل میں موجود ہے۔ اس کی تفصیل ہم بتا دیتے ہیں۔ یہ لفظ صفحہ 126 پر 5 دفعہ، 127 پر 3 دفعہ، 128 پر 6 دفعہ، 129 پر 7 دفعہ، 130 پر 7 دفعہ، 131 پر 8 دفعہ، 132 پر 10 دفعہ اور صفحہ 133 پر 5 دفعہ، یعنی مجموعی طور پر 51 دفعہ آیا ہے جو بہر حال جاوید احمد غامدی صاحب سے 18 مرتبہ زیادہ استعمال ہوا ہے۔ لیکن

شاید یہ ذکر کرنا آپ کے لئے مفید مطلب نہ تھا۔

آپ کی مزید اطلاع کے لئے عرض ہے کہ علمی اردو لغت (وارث سرہندی) میں تین جگہوں پر، شان الحق حقی صاحب کی آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں لفظ Recitation کے تحت اور فیروز سنز کی اردو انگلش ڈکشنری میں یہ لفظ قرأت، ہی لکھا ہے نہ کہ قراءت۔ ان سب کو بھی جانے دیں لیکن اس کی کیا توجیہہ ہوگی کہ آپ کے لئے مکمل سند رکھنے والے شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتی نور اللہ مرقدہ کی کتاب شرح قراآت ص احصہ اول کے صفحہ 29 پر تین جگہوں پر لفظ قراءت کو 'قرائت' لکھتے ہیں جو بالکل مختلف ہے۔ اور باقی جگہوں پر چھوٹی تا 'ۃ' سے غالباً یہاں آپ کتابت کی غلطی قرار دے دیں۔ چونکہ بقول عطاء الحق قاسمی کج بحثی کا اپنا ہی مزہ ہے۔ اگر ایسا ہوا تو ہم خاموش ہو جائیں گے۔
(کتاب کا ٹائیٹل ہی آپ لوگوں کے نزدیک غلط ہوگا۔ کیونکہ آپ تو قراءت جمع "قراءات" ہی کو درست مانتے ہیں۔ قراآت کس طرح درست ہو سکتا ہے)

ہم آپ کے بیان کردہ لفظ کو غلط نہیں قرار دیتے، بلکہ عرض مدعا یہ ہے دوسرے اہل علم بھی جو لفظ استعمال کرتے رہے ہیں، شاید یہ اتنا غلط بھی نہ ہو کہ دوسروں کی عربی زبان ہی مشکوک ہو کر رہ جائے۔

"رشد" کے دونوں حصوں میں دو تین مضامین قابل قدر بھی ہیں۔ مثلاً حصہ اول میں ڈاکٹر مفتی عبد الواحد صاحب کا مضمون جو ایک مختلف اور اجتہادی شان رکھتا ہے اور مسلک اہل حدیث اور جملہ ائمہ کرام سے یکسر مختلف ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ: " عام طور پر علماء وقراء حضرات ان سب حدیثوں کا ایک ہی مضمون مانتے ہیں اس لئے ان کو ایک دوسرے پر محمول کرتے ہیں، لیکن اس صورت میں حروف سبعہ کی جو بھی تفسیر کی جائے وہ ایسی نہیں کہ اس پر کوئی اعتراض واشکال باقی نہ رہتا ہو" (رشد ح ا، ص 131) ہمارا خیال ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے مضمون کے شروع میں اسی لیے ادارتی نوٹ میں وضاحت کر دی گئی ہے کہ آخر میں اہل رشد کے نقطہ نظر کے مطابق " راجح موقف" پیش کیا جائے گا، جو اس کی تردید کے لئے کافی ہوگا۔ دوسرا مضمون " رشد" حصہ دوم میں قاری حبیب الرحمان صاحب کا ہے لیکن یہ کافی معقول ہے اس لئے ادارتی نوٹ میں فرمایا گیا ہے کہ "فاضل مضمون نگار نے رد عمل کی نفسیات کے تحت جرح کر ڈالی ہے، حصہ سوم میں ان شاء اللہ اس اچھے مضمون کی " خامیوں" کو بھی دور کر دیا جائے گا۔

تیسرا مضمون حصہ دوم میں ڈاکٹر عبد العزیز القاری صاحب کا ہے، انہوں نے "حدیث سبعہ احرف" کا مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام ابن جریر طبریؒ سے لے کر انور شاہ کشمیریؒ تک سب ہی ناکام رہے ہیں۔ پینتیس یا چالیس اقوال میں سے مشہور چھ اقوال نقل کر کے ایک ایک پر اپنی تنقید پیش کرتے ہیں۔ امام ابن الجزریؒ، امام رازی اور

ان قتیبہؒ پر زبردست تنقید کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ :

"اس تجزیہ سے ہمارا مقصد ہر گز یہ نہیں کہ ہم ان انواع تغیر کا انکار کرنے پر مصر ہیں، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ان اصحاب علم سے ہر ایک کی عبارت دوسرے سے بے حد درجہ مختلف اور متغایر ہے۔ حالانکہ یہ سب علماء بڑی بحث و تمحیص، قرآن کے متعدد بار مطالعہ اور حد درجہ محنت و مشقت کے بعد اس مقام پر پہنچے ہیں کہ ان انواع اختلاف کو اخذ کر سکیں اور بعد میں ان کا تعین کر سکیں۔ باوجود اس کے اس مسئلہ پر تینوں کے رائے مختلف ہے، (رشد ح، ص228) اگر چہ ڈاکٹر صاحب نے بھی مقدور بھر کوشش کی کہ اس چیستاں کا کوئی با معنی مفہوم متعین کر سکیں لیکن ان کی یہ رائے حقیقت پر مبنی ہے کہ :

" آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اس (حدیث سبعہ احرف) کے جملہ طرق اور سند و متن میں الفاظ و صحت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی ہے لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہمیں ان تمام سے کوئی بھی ایسی صریح عبارت دستیاب نہیں ہو سکی جو سبعہ احرف کے مراد اور مفہوم کو متعین کرے۔ چنانچہ سبعہ احرف کا مفہوم اور مراد کیا ہے یہ ابھی تک واضح نہیں ہو سکا" (رشد، ح۲، ص230) تقریباً یہی کچھ انہوں نے پہلی قسط (رشد ح۱، ص123) میں بھی کہہ دیا تھا جس کا حوالہ اوپر کہیں گزر چکا ہے۔ جب صورت حال یہ ہو تو دوسرے نقطہ نظر والے حضرات کو ڈرا دھمکا کر یا منکر حدیث ہونے کی پھبتی کس کر کون کسی کو قائل کر سکتا ہے۔

اہلِ رشد" کا نیا غیر متداولہ قرآن

دیگر اہم مسائل میں بھی اسی طرح "رشد" نے ہمیں رہنمائی سے مستفید فرمایا ہے کہ قراءات منزل من اللہ ہیں اور نہیں بھی۔ سبعہ قراءات متواترہ ہے بھی اور نہیں بھی۔ مصحف عثمانی میں ساتوں حروف اب بھی ہیں اور ایک ہی حرف باقی رہ گیا ہے، ساتوں نہیں۔ غرض یہ کہ "رشد" کی رہنمائی میں ہر وہ اہتمام کیا گیا ہے جس سے ذہن چکرا کے رہ جائے۔ رشد کے دونوں حصوں نے کسی بھی مسئلے پر یکسو کرنے کے بجائے ذہنوں کو مزید انتشار میں مبتلا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ اُمید واثق ہے کہ تیسرا حصہ اسی سلسلے کی کڑی ہوگا۔ اس سے زیادہ انتشار تو اس وقت سامنے آئے گا جب "اہلِ رشد" کا نیا غیر متداولہ قرآن سامنے آئے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس انتشار سے بچائے۔ آمین